جانِ ایماں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ)، پی ایچ۔ڈی
(اعزاز یافتہ: صدارتی تمغۂ اعزاز فضیلت، حکومت پاکستان)

ادارۂ مسعودیہ کراچی

۲/۶،۵۔ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۴۱ھ / ۲۰۱۹ء

www.almazhar.com

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۶/۲، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاءالاسلام پبلی کیشنز۔ضیاءمنزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف وعبدالراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی شاپ نمبر 2-B سرنج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281

موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاءالقرآن۔14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال ۳۸۔اردو بازار لاہور فون نمبر۔ 042-7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔

کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701،

P.O.Box:1515 ٹیلیفون: 709-1705(914) فیکس: 709-1593(914)

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B67 7JD،

انگلینڈ، U.K.۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر

نام کتاب ــــــــــ جانِ ایمان
مصنف ــــــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تعداد ــــــــــ ایک ہزار
کتابت ــــــــــ ابو نعیم فانی (خانیوال)
قیمت ــــــــــ
مطبع ــــــــــ
ناشر ــــــــــ ادارۂ مسعودیہ، کراچی
سنۂ طباعت ــــــــــ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء
اشاعت ــــــــــ دوم

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱ــــ ادارۂ مسعودیہ: ۲/۶، ۵ - ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون: ۶۶۱۴۷۴۷
۲ــــ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز: ضیا منزل، شوکت بخش محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔ اے جناح ... کا:
کراچی فون نمبر: ۲۲۱۳۹۷۳ - ۲۰۳۳۸۱۹
۳ــــ فرید بک اسٹال: ۳۸- اردو بازار لاہور فون نمبر: ۷۳۱۲۱۷۳ - ۷۲۴۴۸۹۹ - ۰۴۲
۴ــــ ضیاء القرآن: ۱۴- انفال سینٹر اردو بازار کراچی فون نمبر: ۲۲۱۰۲۱۲ - ۲۶۳۰۴۱۱
۵ــــ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵
فون نمبر: ۴۹۲۶۱۱۰ - ۴۹۱۰۵۸۴
۶ــــ مکتبۃ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کنڈ ہالہ، مجاہد آباد، آزاد کشمیر براستہ گجرات،
اسلامی جمہوریہ پاکستان

انتساب

رحمتِ عالم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے دُلارے ، خاتونِ جنت (رضی اللہ عنہا)
کے پیارے حُسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کے نام۔

- جس نے آغوشِ مُصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں تربیّت پائی
- جس کی محبت کو ، مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے اپنی محبّت قرار دیا
- جس نے سرکشوں کے آگے سر نہ جھکایا
- جس نے ظالموں اور غاصبوں کو للکارا
- جو میدانِ کربلا میں شیرِ دل کی طرح گرجا
- جو دشتِ کربلا میں بجلیوں کی طرح چمکا
- جس نے جان کو جان نہ سمجھا
- جو کٹ گیا ، لُٹ گیا ، مظلوموں کو حوصلہ دے گیا
- جو جینے والوں کو مرنے کا سلیقہ سکھا گیا

ہاں ہاں

- وہ صفدرِ صف شکن
- وہ شہیدوں کا سرتاج

وہ جوانانِ جنت کا سردار

وہ مظلوموں کا پاسدار

جس کے جسمِ نازنین سے خون کے فوّارے نکل رہے تھے

جس نے ملّت کی کھیتی کو اپنے خون سے سینچا

جس نے لہو دے کر سینۂ گیتی کی حنا بندی کی

ہائے

بر زمینِ کربلا بارید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد
موجِ خونِ او چمن ایجاد کرد

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہٗ

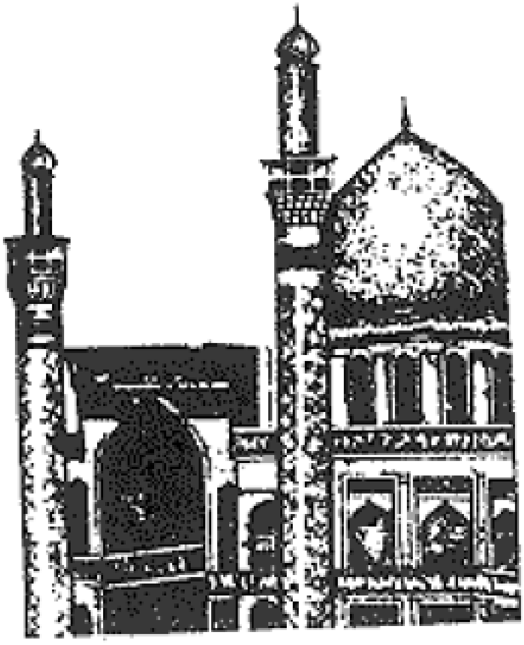

اُس شہیدِ بلا، شاہِ گلگوں قبا — بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

باسمہ تعالیٰ

ابتدائیہ

۱۹۷۴ء میں صوبہ سرحد کے ایک مردِ جلیل حضرت علامہ محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی نے امام ابو عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی کے شہرۂ آفاق مجموعۂ احادیث شمائل ترمذی شریف کی شرح انوارِ غوثیہ پر مقدمہ لکھنے کی خدمت تفویض فرمائی، توفیقِ الٰہی شاملِ حال رہی اور ۱۹۷۵ء میں یہ مقدمہ مکمل ہو گیا جو بعد میں انوارِ غوثیہ کے ساتھ ۱۹۷۶ء میں لاہور سے چھپ کر پشاور سے شائع ہوا۔ پھر ۱۹۸۶ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا۔ اس مقدمہ میں دوسرے مباحث کے علاوہ شمائل ترمذی شریف کی روشنی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی جھلکیاں بھی پیش کی گئی تھیں۔ اب مقدمہ کا یہ حصہ کتابی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ کو پردہ فرمائے ہوئے آج سوا گیارہ سو برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے آپ کے مقام کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا، شمائل ترمذی شریف اسی عظیم ہستی کی عظیم یادگار ہے۔

راقم ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر مسلسل لکھ رہا ہے اور برِ اعظم

ایشیاء، براعظم افریقہ، براعظم یورپ، براعظم امریکہ وغیرہ کی جامعات اور تحقیقی اداروں میں جو فضلاء و محققین امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں ان کی علمی خدمت کر رہا ہے، اسی خدمت کا یہ فیضان ہے کہ رفتہ رفتہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوگیا۔ عاشقِ صادق کی پہچان یہی ہے کہ وہ اپنے چاہنے والے کو معشوق کی طرف متوجہ کر دے۔ چنانچہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک کتاب "جانِ جاناں" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھی جو زیرِ کتابت ہے۔ اسی کا خلاصہ "جشنِ بہاراں" مرتب کیا جو ۱۹۸۹ء میں رضا اکیڈمی لاہور نے شائع کیا، ایک مفصل سیرت بھی زیرِ تدوین ہے اور اب شمائل ترمذی شریف کا مقدمہ "جانِ ایمان" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عنوان سے نئی ترتیب کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ ۱۹۷۶ء میں جب یہ پہلی بار انوارِ غوثیہ کے ساتھ شائع ہوا تو حضرت والدِ ماجد مفتیٔ اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (۱۹۶۶ء) نے ایک فرزندِ طریقت کو راقم کے نام خواب میں یہ پیغام دیا "جو کتاب کے ساتھ شائع کیا گیا ہے، اس کو الگ شائع کیا جائے" ___ اس بات کو سالوں گزر گئے مگر اس غیبی اشارے کی طرف برابر خیال لگا رہا، ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور وہ اسی وقت ہوتا ہے، الحمد للہ آج اس ارشاد کی تکمیل ہو رہی ہے۔

راقم شارحِ گرامی حضرت علامہ محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی کا تہہ دل سے ممنون ہے کہ انہوں نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ مقدمہ کو الگ شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ برادرم عبدالستار طاہر (سیکریٹری مرکزی مجلس امامِ اعظم، لاہور) بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی مساعی جمیلہ سے یہ کتاب منظرِ عام پر آئی۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

احقر محمد مسعود احمد
(ٹھٹھہ، سندھ)

۱۶ر نومبر ۱۹۸۸ء ۵ر ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِفتتاحیہ

انسان کیا ہے ایک دنیا ہے ـــــــ اس میں گلشن بھی ہیں، صحرا بھی ـــــــ اس میں ریگستان بھی ہیں، نخلستان بھی ـــــــ اس میں ندیاں بھی ہیں، نہریں بھی ـــــــ اس میں دریا بھی ہیں، سمندر بھی ـــــــ اس میں آتش فشاں بھی ہیں، ہرے بھرے پہاڑ بھی ـــــــ اس میں بلندیاں بھی ہیں، پستیاں بھی ـــــــ ہاں، انسان عظیم قوتوں کا امین ہے ـــــــ وہ کبھی فرشتوں کی طرح رحمتیں بکھیرتا ہے ـــــــ کبھی حیوانوں کی طرح پردۂ ناموس چاک کرتا ہے ـــــــ کبھی درندوں کی طرح پھاڑ کھاتا ہے، آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ ـــــــ

اللہ تعالیٰ نے جس طرح کائناتِ اکبر کو بیکراں قوتوں کا امین بنایا ہے اسی طرح کائناتِ اصغر حضرت انسان کو بھی بے پایاں قوتوں کا امین بنایا ہے ـــــــ یہ قوتیں توازن و اعتدال میں رہیں تو انسان کا زسارہ و مشکل کستا ہے، عدم توازن اور بے اعتدالی کا شکار ہو جائیں تو یہی انسان بلاخیز ہو جاتا ہے۔ ـــــــ جب مغرب والوں نے کائنات کے رازوں کی کھوج لگانی شروع کی اور ایک نئے جہاں کی تلاش میں سرگرداں ہوئے تو اقبالؔ نے کہا تھا ـــ

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
وائے تمنّائے خام، وائے تمنّائے خام

ڈھونڈنے والے آبِ حیات لینے گئے تھے، چاہِ ظلمات میں کھو گئے ـــــــ پھول چُننے گئے تھے، کانٹوں میں اُلجھ کر رہ گئے ـــــــ ڈوبتوں کو نکالنے گئے تھے، خود ڈبکیاں کھانے لگے ـــــــ بلندیوں کی آرزو میں نکلے تھے، پستیوں میں گرنے لگے ـــــــ تلاش و جستجو کی کوئی حقیقت نہیں، اصل چیز منزل کا تعیّن ہے ـــــــ منزل متعیّن نہ کی جائے تو خود تلاش و جستجو بلائے جان بن جاتی ہے ـــــــ پھر جن قوتوں کو اُبھرنا ہوتا ہے دبتی چلی جاتی ہیں اور جن قوتوں کو دبنا ہوتا ہے، اُبھرتی چلی جاتی ہیں اور ایک عجیب اضطراب و بے چینی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے ـــــــ

دنیا میں دو قسم کے انسان نظر آتے ہیں ـــــــ ایک وہ جو نفرتوں کے بیج بوتے ہیں اور فطرتِ انسانی کے ایسے گوشے تلاش کرتے ہیں جہاں سے نفرتیں پھوٹنے لگیں اور انسان، انسانیت کے مرتبے سے گر کر حیوان بن جائے پھر حیوانیت سے گر کر درندہ بن جائے اور پھر اس سے بھی گزر کر کیا سے کیا ہو جائے ـــــــ مگر ایک وہ انسان ہیں جو محبت کی باتیں کرتے ہیں اور فطرتِ انسانی کے ایسے گوشے تلاش کرتے ہیں جہاں سے محبتیں پھوٹنے لگیں ـــــــ اور انسان، حیوانیت کے درجے سے بلند ہو کر آدمی بن جائے، پھر اس سے بھی گزر کر انسان ہو جائے، پھر انسان کے مرتبے سے بلند ہو کر فرشتہ بن جائے پھر اس سے بھی گزر کر کیا سے کیا ہو جائے،

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انسان کو زمین سے اٹھایا اور ہمدوشِ ثریّا

کر دیا ـــــــ ساری انسانیت کو آغوشِ کرم میں لیا، جس کی قسمت میں سعادت تھی وہ سعید ہوا اور جس کی قسمت میں شقاوت تھی وہ شقی ہوا ـــــــ دنیا کی ہر مذہبی کتاب میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ جمیل ہے ـــــــ زبور میں ہے، توریت میں ہے، انجیل میں ہے، ویدوں میں ہے، ژند اوستا میں ہے، گوتم بدھ کے ملفوظات میں ہے ـــــــ کہاں نہیں، ہر جگہ ہے ـــــــ سب نے آپ کا ذکر کیا ہے ـــــــ آپ نے کائنات میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا ـــــــ آرزوں کا ڈھنگ بتایا ـــــــ تمناؤں کا سلیقہ سکھایا ـــــــ اُمنگوں کو ایک نیا رنگ و روپ دیا ـــــــ فرش پر جمی ہوئی نگاہوں کو عرش پر لگا دیا ـــــــ مرجھائے ہوئے چہروں کو تابناک بنادیا ـــــــ مُردہ جسموں میں جان ڈال دی ـــــــ بے کیف روحوں کو کیف و سُرور بخشا ـــــــ مظلوموں اور بیکسوں کو سہارا دیا ـــــــ زندہ درگور ہونے والی عورت کو مسندِ عزت پر بٹھایا ـــــــ قاتلوں کو جان و تن کا محافظ بنایا ـــــــ ظالموں کو مظلوموں کا پاسدار بنایا ـــــــ غلاموں کو آزادی کا مژدہ سنایا اور ایسا سرفراز کیا کہ آزادوں کا آقا بنا دیا، ـــــــ رہزنوں کو قائد و رہبر بنایا ـــــــ اللہ اللہ وہ اتنا عظیم انقلاب لایا کہ جس معاشرے میں اُٹھا اس کو یکسر بدل کر رکھ دیا ـــــــ وہ باہر سے انقلاب نہیں لایا، وہ باہر سے کوئی لشکر نہیں لایا ـــــــ اندر ہی اندر اُس نے کچھ ایسا کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مُردے زندہ ہونے لگے ـــــــ

وہ ستانے کے لئے نہیں آیا تھا وہ تو سارے عالم کو آرام پہنچانے آیا تھا ـــــــ کوئی ایسا شفیق و مہربان لاکر تو دکھائے ـــــــ اُس نے تکلیفیں سہہ کر اور مصیبتیں برداشت کرکے سب کو آرام پہنچایا ـــــــ

دنیا میں کوئی ایسا رحیم و کریم تو دکھلائے ــــــــ اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر سینوں سے دل نکل پڑے اور جسموں سے جانیں نکل پڑیں ، ــــــــ

آج مظلوموں اور غریبوں کا کوئی دادرس نہیں ــــــــ نفس کے بندے اپنے اپنے بندھنوں میں بندھے ہوئے ہیں ــــــــ وہ دل داری اور دل سوزی کہاں ! ــــــــ وہ ہمدردی و غمخواری کہاں ــــــــ اللہ اللہ آج دادرسی اور عدل گستری مصلحتوں کا شکار ہوگئی ــــــــ جس دورِ جاہلیت سے نکل کر ہم آئے تھے، پھر وہیں آگئے ــــــــ رنگ برنگ انسانوں میں یک رنگی قائم رکھنا ہنسی کھیل نہیں ــــــــ یہ صرف اور صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہی سینہ تھا جس میں سب کی سمائی تھی ــــــــ ایسا وسیع سینہ کسی کا نہ دیکھا ــــــــ یہ وسعت و پہنائی کسی کو میسّر نہیں ــــــــ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ کسی نے نہ دیکھا، اگر آج وہ رنگ دکھا دیا جائے تو سارا عالم دوڑ پڑے ــــــــ اس کالی کملی والے آقا کی غلامی کیلئے ساری گردنیں جھک جائیں ــــــــ ساری زبانیں اُس کے گُن گانے لگیں ــــــــ

ہاں، سب نام لیتے ہیں مگر اپنے اپنے پیٹ پالتے ہیں، اس کا جلوہ نہیں دکھاتے کہ ایک صف میں کھڑا ہونا کسی کو اچھا نہیں لگتا ــــــــ دوسروں کے لئے گھر کو لٹانا اچھا نہیں لگتا ــــــــ دوسروں کی زیادتیوں پر غصّے کو پینا اچھا نہیں لگتا ــــــــ

یہ کیا ہے کہ ہم اس کالی کملی والے آقا کا نام لیتے ہیں مگر ہماری زندگی، ہماری صُورتیں ــــــــ ہمارا اُٹھنا بیٹھنا ــــــــ ہمارا سونا جاگنا ــــــــ ہمارا کھانا پینا ــــــــ ہمارا لینا دینا ــــــــ ہمارے رسم و رواج ــــــــ ہماری چال ڈھال ــــــــ سب کچھ اُس کالی کملی والے آقا کے دشمنوں کی سی

ہیں ـــــ اللہ اللہ عجائباتِ عالم میں یہ ایک بڑا اعجوبہ ہے ـــــ ہم کب تک غافل رہیں گے ؟ ـــــ کب تک سوتے رہیں گے ؟ ـــــ جاگنے کا وقت آگیا ہے ـــــ سارا عالم جاگ رہا ہے ـــــ ہم سو رہے ہیں ـــــ ہم ایک دوسرے کا خون پی رہے ہیں ـــــ ہم ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں ـــــ یہ کیا ہے کہ عالمِ اسلام انتشار کا شکار ہے ـــــ سازشوں کا شکار ہے ـــــ فساد و خلفشار کا شکار ہے ـــــ ہر ایک نے اس کے خرمن کو تاکا ہے ـــــ ہر ایک نے اس کی دولت کو لوٹا ہے ـــــ ہماری عقلیں کہاں گئیں ؟ ـــــ ہمارے ہوش کدھر گئے ؟ ـــــ ہمارے حواس کیا ہوئے ؟ ـــــ کیا ہم اپنی عقل سے نہیں سوچ سکتے ؟ ـــــ نہیں نہیں عقل تو سکھانے والے نے سکھا دی، صد حیف ! کہ کام لینے والے کام نہیں لیتے کہ وہ خود سے بے خبر ہیں ـــــ اُن کو نہیں معلوم کہ غربت و مسکینی کے باوجود وہ امیروں کے امیر ہیں ـــــ انہوں نے سب کو دیا ہے اور سب کو دے سکتے ہیں ـــــ ہمارے ہاتھ میں دامنِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے ـــــ

آیئے خود کو جھنجھوڑیئے، خود کو جگایئے ـــــ احساس کی لَو تیز کیجئے ـــــ غیرت کی شمع جلایئے ـــــ نہیں نہیں یہ سونے کا وقت نہیں، بہت سو چکے، صدیاں بیت گئیں ـــــ اب جاگنا ہے اور دوسروں کو جگانا ہے ـــــ اللہ اللہ جس کو اللہ نے سماوات، حیوانات، جمادات، نباتات اور عناصرِ اربعہ پر اختیار دیا اور ان کو خادم بنایا ـــــ اور تو اور اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ـــــ اُس کا یہ حال کہ اپنے مقام سے

بے خبر ایک کے پیچھے دوڑ رہا ہے ______ غفلت کے دلدل میں ایسا پھنسا ہے کہ نکلنے کا نام نہیں لیتا ______ اور جن کو اوپر چڑھنے کا دعویٰ ہے، بلندیاں ان کے لئے پستیاں بن گئیں ______ جتنے اوپر جاتے ہیں، اُتنے ہی نیچے چلے جارہے ہیں ______ عجائبات عالم میں دورِ جدید کا یہ ایک اعجوبہ ہے،

میرے بزرگو ! میرے جوانو ! ______ اُس جانِ ایمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم چلیئے ______ آفتاب و ماہتاب کی روشنیوں میں بڑھتے چلیئے ______ آئینہ مصطفےٰ کو سامنے رکھیئے اور خود کو سنوارتے جایئے ______ سب آئینے توڑ دیجئے ______ یہی ایک آئینہ رکھیئے ______ یہی آئینہ، آئینہ ساز نے ہمارے سامنے رکھا ہے ______ بن سنور کے ذنیل کے سامنے آیئے اور انقلاب برپا کیجئے ______ آپ تو انقلابوں کے امین ہیں ______ انقلاب باہر سے نہیں، اندر سے آتا ہے ______ دل سے اٹھتا ہے، روح سے پھوٹتا ہے اور پھر رگ رگ میں سما جاتا ہے ______ کچھ پاس نہیں، نہ سہی ______ ایمان ایک عظیم قوت ہے، عشق ایک عظیم دولت ہے ______ اسی سے افراد زندہ ہوتے ہیں ______ اسی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں ______ ہاں زندگی پکار رہی ہے ______ ذرا کان تو لگایئے ______ سنیئے تو سہی، کیا کہہ رہی ہے ؎

کس کا منہ تکیئے ؟ کہاں جایئے ؟ کس سے کہیئے ؟
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے، یہ پالا تیرا

احقر محمد مسعود احمد
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ
(سندھ۔ پاکستان)

۱۴ر نومبر ۱۹۸۸ء ۵ر ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

فرمانِ الٰہی

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًاo ـــــــــــ (احزاب : ۵۶)

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درُود بھیجتے ہیں اس
نبی پر، اے ایمان والو ! ان پر درُود اور خوب سلام
بھیجو !

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دلِ افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن !
اُس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قُدس جس کی ہیں قُمریاں
اُس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دِل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درُود !
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درُود !
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

چاند سے مُنہ پہ تاباں درخشاں درُود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں　　اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں　　اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا، گیسوئے مُشک سا　　لکّۂ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلع الفجرِ حق　　مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا　　اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود　　اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدہ کو محرابِ کعبہ جھکی　　اُن بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اُن کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ　　ظلّۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دم آگیا　　اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

دُور و نزدیک کے سننے والے وہ کان　　کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے　　اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

وُہ دہن جس کی ہر بات وحئ خدا　　چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وُہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں　　اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتیاں　　اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

خط کے گردِ دہن، وُہ دلِ آرا پھبن　　سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل، مرہمِ ریشِ دل　　ہالۂ ماہِ نُدرت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں　　اُس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف　　ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درُود　　شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں　　ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا　　موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم — اُس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال — ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا — اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی — اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینۂ علمِ پُشتِ حضور — پُشتیِٔ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود، کعبۂ جان و دل — یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور — زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایمان کے دونوں ستوں — ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

کھائی اللہ نے خاکِ گزر کی قسم — اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور — بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضاؔ!

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام!

ماہ وسال

۱ :	تخلیقِ نورِ محمدی	ماقبل تخلیق کائنات
۲ :	وفات حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب	سنہ ۵۷۱ء
۳ :	ظہورِ قدسی	سنہ ۵۷۱ء
۴ :	وفات حضرت آمنہ بنت وہب	سنہ ۵۷۶ء
۵ :	وفات حضرت عبدالمطلب	سنہ ۵۷۸ء
۶ :	پہلا سفرِ شام	سنہ ۵۸۲ء
۷ :	دوسرا سفرِ شام	سنہ ۵۹۲ء
۸ :	نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ	سنہ ۵۹۶ء
۹ :	بعثتِ نبوی	سنہ ۶۱۱ء
۱۰ :	شعبِ ابی طالب	سنہ ۶۱۷ء
۱۱ :	وصال حضرت خدیجۃ الکبریٰ	سنہ ۶۲۱ء
۱۲ :	سفرِ طائف	سنہ ۶۲۱ء
۱۳ :	ہجرتِ مدینہ طیبہ	سنہ ۶۲۲ء
۱۴ :	تحویلِ قبلہ	سنہ ۶۲۳ء
۱۵ :	فتح مکہ مکرمہ	سنہ ۶۲۹ء
۱۶ :	تاریخی خطبہ حجۃ الوداع	سنہ ۶۳۲ء
۱۷ :	فراقِ ظاہری	سنہ ۶۳۲ء

صلى الله عليه وسلم
١٤٠٧هـ

آس ہے نہ کوئی پاس، ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا، تم پہ کروڑوں درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ
عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی : جذب القلوب الی دیار المحبوب
مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۲۶۳ھ / سنہ ۱۸۸ء، ص ۲۷۴

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جانِ ایماں

بسم الله الرحمن الرحيم

باسمِ ربّ

محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(۱) محبوب یہی چاہتا ہے کہ چاہنے والا اُسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے لیکن دنیائے عشق و محبّت کا یہ اعجوبہ ہے کہ محبوبِ حقیقی جلّ مجدہٗ یہ چاہتا ہے کہ اُس کا چاہنے والا اُس کے محبوب کو چاہے اور اس چاہت کے صِلے میں خود اُس کا محبوب بن جائے، سُبحان اللہ !

آیۂ کریمہ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ میں اسی رمزِ محبّت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہاں ؎

کی محمّدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ کے آگے جُھکنا کچھ اتنا مشکل نہیں، مشکل یہ ہے کہ جس کے آگے وہ جھکائے اُس کے آگے خوشی خوشی جُھکا جائے ـــــ ابلیس یہ رازِ توحید نہ سمجھ سکا اور اسی آزمائشِ محبّت میں مارا گیا ـــــ رازِ توحید سراسر عشق ہے، توحیدِ خالص یہی ہے کہ اُس کے آگے اِس طرح جُھکیئے کہ جہاں وہ جُھکائے،

جھکتے چلے جایئے ؎

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

مذاہب عالم کو دیکھئے اور پیشوایانِ مذاہب کے حالات تلاش کیجئے یا تو وہ معدوم ہوگئے یا مسخ ہوکر رہ گئے۔

لیکن حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو دیکھئے ایک ایک بات اور ایک ایک ادا محفوظ ہے اور یہی آپ کی سیرتِ شریفہ کا اعجاز ہے، نہ صرف یہ کہ حیاتِ طیبہ کتابوں میں محفوظ ہے بلکہ چودہ سو برس گزر جانے کے بعد آج بھی عرفاء و اولیاء کی پاک زندگیوں میں دیکھی جاسکتی ہے ——— ایسی جیتی جاگتی سیرت سے روگردانی نوعِ انسانی کی بدنصیبی ہوگی، خوش نصیب وہی ہے جو عرفانِ محمدی حاصل کرکے سعادتِ ابدی سے بہرہ یاب ہو لیکن عرفانِ محمدی مطالعہ ومشاہدۂ انوارِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مبنی ہے۔

شیخ احمد جواد الدومی علیہ الرحمہ نے الاتحاف الربانیہ کے مقدمہ میں کیا خوب فرمایا ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفاتِ جلیلہ کی معرفت آپ کے عرفانِ عظمت کا وسیلہ ہے ——— آپ کی عظمت، تعظیمِ شریعت کا ——— تعظیمِ شریعت عمل کا ——— اور عمل، سعادتِ ابدی کا۔"

(ب) حضرت ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی بن سورۃ الترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے عاشقانِ مصطفٰے جاں نثارانِ مجتبٰے اور فداکارانِ مرتضٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ایک عظیم الشان کتاب "شمائل المحمدیہ" تالیف فرماکر فرقت کے ماروں کو لذتِ وصال سے آشنا کردیا اور اب وہ اس جانِ ایمان کو دیکھ

کہ ہنس بھی رہے ہیں اور رو بھی رہے ہیں ؎

شبِ وصل میں شمع ساں مجھ کو آہ

جلاتے، ہنسانے، رُلاتے ہیں آپ (غمگینؔ)

اور ایک شہیدِ وفا کی نظر جب شمائلِ محمدیہ پر پڑتی ہے تو وہ بھی پڑھ پڑھ کر سناتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے :

؎ نبی کے جو شمائل کا بیان ہے

محبوں کے لئے آرام جاں ہے

زبانِ ہند میں اس کو سناؤں

رلاؤں، عاشقوں کو اور ہنساؤں (کافیؔ)

حقیقت یہ ہے کہ شمائل شریف عاشقوں کے لئے آرام جاں ہے ——— رُوئے زیبا کی طرف نظر جاتی ہے تو دل کی کلی کھل جاتی ہے اور جب گُذرا اوقات پر نظر جاتی ہے تو بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ اللہ ؎

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم

شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ (جگرؔ)

(ج) لیکن محبت کا حق اُسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب ہم سیرتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک ایک ادا کو اپنی زندگی میں سمو لیں، مساواتِ محمدی اور نظامِ مصطفیٰ کے خواب بھی اسی وقت شرمندۂ تعبیر ہو سکتے ہیں لیکن صرف متابعت سے کام نہیں بن سکتا، محبت ضروری ہے بغیر محبت، متابعت مردود ہے ؎

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند

حق را بہ سجودے و نبی را بہ درودے (غالبؔ)

شاہانِ عالم اپنی رعایا سے صرف متابعت کے طلبگار ہیں، محبت کے نہیں لیکن یہاں خالقِ حقیقی جلّ مجدہٗ صرف متابعت نہیں، محبت بھی چاہتا ہے اور ایسی محبت جس کے آگے والدین، آل و اولاد، عزیز و اقارب، مال و دولت، مکانات و محلات، سب کی محبتیں ہیچ نظر آئیں۔

آیۂ کریمہ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ[3] میں اسی محبت کو طلب کیا گیا ہے اور محبت میں کمال جب پیدا ہوگا، جب اغیار سے منہ پھیر لیا جائے اور صرف ان کی غلامی اختیار کی جائے۔ عاشقانِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سے یہ بعید ہے کہ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ[4] ظہوری نے کیا خوب کہا ہے ؎

شدہ است سینۂ ظہوری پُر از محبت یار
برائے کینۂ اغیار در دلم جا نیست

عجب نکتہ بیان کر گیا وہ کہتا ہے کہ جس دل میں محبوب جلوہ آرا ہو اُس دل میں اغیار کی محبت تو درکنار ان کی دشمنی بھی جگہ نہیں پا سکتی کہ دشمنی بھی تعلق کی ایک صورت ہے ـــــــ اللہ اکبر ! یہ ہے کمالِ محبت کہ خانۂ دل میں محبوب کے سوا کوئی نہ ہو ؎

بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما

جب تک محبت میں کمال پیدا نہیں ہوتا زندگی زندگی نہیں بنتی، اسی لئے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَلَا لَا اِیۡمَانَ لِمَنۡ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلَا لَا اِیۡمَانَ لِمَنۡ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلَا لَا اِیۡمَانَ لِمَنۡ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ[5]

اے کہ تو کر از نامِ تو می بارد عشق
از نامہ و پیغام تو می بارد عشق
عاشق شود آنکہ کہ بکویت گزرد
آرے زد رو بام تو می بارد عشق

آیئے حریمِ جاناں میں چلیں اور اس جانِ ایمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھیں :-

خُلِقتَ مُبَرَّاً مِّن کُلِّ عَیبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ
وَاَحسَنَ مِنکَ لَم تَرَقَطُّ عَینِی
وَاَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ

ہوا عبیر فشان است و ابر گوہر بار
جلوسِ گل بہ سریرِ چمن مُبارک باد! (غالب)

(۲) ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا ۔۔۔ چاند تھا لیکن بے نور سا ۔۔۔ تارے تھے لیکن بجھے بجھے سے ۔۔۔ آفتاب تھا لیکن ڈوبا ڈوبا سا ۔۔۔ عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے، دل اجڑ گئے تھے اور خزاں نے بہاروں کو لوٹ کر چمن ویران کر دیئے تھے کہ اچانک :-

یوں اُفق در اُفق جھلملائی شفق ۔ شب پہ جس طرح شب خون مار گیا
اور پھر نور کا ایسا تڑکا ہوا ۔ ہر طرف انقلابِ حسین آ گیا

O

سیلِ انوارِ رحمت رواں جو ہوا ۔ نور ہی نور تھا جس طرف دیکھئے
دیدہ و دل اُجالوں میں ڈوبے ہوئے ۔ جلوۂ طور تھا جس طرف دیکھئے :-
(کاوش)

ہاں وہ آنے والا آگیا جس کا روزِ ازل سے انتظار تھا، کیسا حسین، کہ دِل کھنچے جا رہے تھے ــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرما رہے ہیں:

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

حُسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سُنا

کہتے ہیں اگلے زمانے والے (رضاؔ)

اور یہی بات خود خالقِ حُسن وجمال کہہ رہا ہے ــــــ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ــــــ اُس جیسا ہونا تو بڑی بات ہے محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسا بھی کوئی نہیں ؎

بے مثال کی ہے مثال وہ حُسن

خوبئ یار کا جواب کہاں! (حسرتؔ)

اور حضرت براء بن عازب (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) فرما رہے ہیں:

مَا رَاَیْتُ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ

اے مثلِ تو در جہاں نگارے

یزداں دگرے نہ آفریدہ (جگرؔ)

حُسن وجمال کی جذب وکشش کا یہ عالم تھا کہ پیشانیاں جُھکنے کے لئے بے قرار تھیں ؎

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دِل ہے بیقرار

روکیئے سر کو روکیئے ہاں یہی امتحان ہے (رضاؔ)

جسم مبارک کیا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ چاندی میں ڈھالا گیا ہے، چمکتا ہوا مہکتا ہوا ؎

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے

بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے (رضاؔ)

رنگ مبارک سنہری بھی، رو پہلی بھی ——— ایسا پُرکشش کر بس دیکھے جایئے ؛ ع

نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

قدِ مبارک نہ بہت دراز اور نہ بہت پست، بس درمیانہ نہایت ہی موزوں

ع قدے کہ طوبا شش ادنیٰ غلامے (جگرؔ)

روئے مبارک کی بات نہ پوچھئے ——— حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ؛

یتلألؤ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر ۹

ترجمہ ؛ چہرۂ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

حُسنِ بے داغ کے صدقے جاؤں

یوں دمکتے ہیں دمکنے والے (رضاؔ)

اور حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں :-

فهو عندي أحسن من القمر ۱۰

ترجمہ ؛ نہیں نہیں چاند سے بھی زیادہ حسین ہے

حُسنِ مہ گرچہ بہنگام کمال اچھا ہے

اس سے یہ مرا مہ خورشید جمال اچھا ہے (غالبؔ)

مگر کاوش کی تشبیہ نہایت عالی ہے، وہ کہتے ہیں ہے

چہرہ حضور کا ہے کہ قرآں کھلا ہوا

ہر اک ادا ہے رفعتِ عرفان لئے ہوئے (کاوشؔ)

فرقِ مبارک موزوں، بڑا اور بھاری ——— موئے مبارک نہ گھنگھریالے، نہ

سخت، بس گرہ گیر ہے

صفا از عقدۂ دلہا است آں زلف معقّد را
بحمداللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقید را (نظیری)

کبھی کانوں کی لَو تک جھولتے رہتے اور کبھی شانوں کو چوم چوم لیتے ـــــ کبھی دو دو زلفیں پڑی ہیں، کبھی چار چار گیسو بکھرے ہیں ع

زلف سیاہ ہش صد دل بدامے (جگر)

کبھی مانگ نکلی ہے کبھی مانگ نکالی جا رہی ہے ـــــ روزانہ نہیں ایک دن بیچ کر کے ـــــ جبین مبارک نہایت کشادہ اور چمکدار ـ ع

لوح جبینش ماہِ تمامے (جگر)

چشم مبارک نہایت سیاہ اور سفیدی میں سرخ ڈورے

آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے
ہر ہر نظر ہے نشۂ ایمان لئے ہوئے (کاوش)

ہمیشہ جھکی جھکی رہتیں ع

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود

ابروئے مبارک لمبی لمبی اور انتہائی خوبصورت، کمان کی طرح خمیدہ یا ہلالین عیدین ـــــ مژگان مبارک بڑی بڑی ہے

آں تیغ ابرو واں تیر مژگاں
آمادہ ہر یک بر قتل عامے (جگر)

بینی مبارک نہایت اونچی اور دیکھنے والوں کو تو بہت ہی اونچی معلوم ہوتی ہے۔ ع اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

رخسار مبارک ہموار و تاباں ہے

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام (رضاؔ)

دَہن مبارک کشادہ، چشمۂ علم وحکمت ـــــــ بُرہانِ الٰہی ؎
گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرہان

دندان مبارک نہایت چمکیلے ـــــــ اگلے دانتوں میں جھری ہے، جب ہنستے ہیں تو چمک اُٹھتے ہیں ـــــــ بس اِسی جلوۂ جواہر کو تہقہہ کہہ لیجئے یا کِھکھلا کر ہنسنا ؎

دندانِ پاک سے ہیں دمکتے گہر بھی ماند
اور لب خراجِ لعلِ بدخشاں لئے ہوئے (کاوشؔ)

رِیش مُبارک گھنی تھی ـــــــ چند بال سفید باقی سیاہ اور سیاہی مائل سُرخ جو تمہید سفیدی تھے ؎

مہ کو گھیرے ہوئے ہے سنہری کرن
یا لب جُو ہے خورشید پر تو فگن
موجِ دریا رواں ہے کنارِ چمن
خط کی گردِ دہن وہ دِل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام (اخترؔ)

دونوں شانوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا ـــــــ اس کے بیچوں بیچ چاندی کی طرح صاف شفاف صراحی دار گردن اور اس کے بالکل نیچے مُہرِ نبوّت، نورٌ علیٰ نور ؎

حجرِ اَسود کعبۂ جان و دل
یعنی مُہرِ نبوّت پہ لاکھوں سلام (رضاؔ)

ہتھیلیاں پُر گوشت، ریشم سے زیادہ نرم و ملائم ــــــ کلائیاں لمبی لمبی ــــــ جس پر دستِ کرم پھیرا شفایاب ہوا، انگشت مبارک لمبی لمبی ــــــ سینۂ مُبارک فراخ و کشادہ ــــــ شکم مبارک سینے سے بالکل ہموار ــــــ پائے مبارک پر گوشت اور گھرے ــــــ اور خرامِ ناز ایسا کہ شرمائے شرمائے، جُھکے جُھکے، جیسے نشیب سے فراز کی طرف جارہے ہوں، بظاہر آہستہ آہستہ، مگر تیز تیز ــــ

عرش جس خوبیٔ رفتار کا پامال ہوا

دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو (رضاؔ)

(ب) سرکارِ دوعالم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سیاہ عمامہ زیبِ سرِ اقدس فرماتے تھے جس میں شملہ بھی ہوتا تھا ــــــ رومی جبہ زیبِ تن فرمایا اور سیاہ بالوں والی کملی بھی استعمال فرمائی ــــــ سفید لباس بہت پسند تھا، سرخ و سیاہ اور سبز لباس بھی استعمال فرمایا ــــــ کُرتا بہت مرغوب تھا ــــــ تہبند بھی بہت پسند تھا جو نصف پنڈلی تک رہتا ــــــ ایک صحابی کو ملاحظہ فرمایا کہ نیچا تہبند باندھے جا رہے ہیں، ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا :

اَمَا لَكَ فِيَّ اُسْوَةٌ [11] ــــــ کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے ؟

بے شک عاشق کو حکم کی ضرورت نہیں، نشانِ قدم کی ضرورت ہے وہ اسی پر مرمٹتا ہے ــــــ مُوشگافیاں اہلِ عقل کو مبارک ہوں

اسی موقع پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

فَلَاحَقَّ لِلْاِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ [12]

ترجمہ : تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں،

— اللہ اللہ دنیا میں حقوق کی ایسی پاسداری کس نے کی ہوگی —

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بات سب نے سُنی ہوگی لیکن حقوق الاعضاء

کی بات نہ سُنی ہوگی — کیا خوب ارشاد ہے کہ جس کا جو حق ہے

وہی اس کو ملنا چاہئیے، کسی کو حق سے زیادہ دے کر دوسروں کی حق تلفی نہ

کرو — ہماری بربادی کی اصل وجہ یہی حق تلفیاں ہیں —

— شاہِ حبش نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سیاہ

چمڑے کی موزوں کی ایک جوڑی بھیجی تھی آپ نے وہ بھی استعمال فرمائی —

دو تسمے والے پاپوش مبارک بھی استعمال فرمائے، یہ پھٹ جاتے تو خود ہی مرمت

فرما لیتے، سبحان اللہ ! آقا کا یہ حال اور غلاموں کا یہ حال کہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں

روپے جوتوں پر صرف کئے جا رہے ہیں اور یہ ہمت عوام تو عوام علماء کو بھی

نہیں کہ پھٹی ہوئی جوتی کی خود مرمت کرلیں ۔

(ج) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اسلحہ بھی تھے

— کئی تلواریں تھیں، جن کے مختلف نام تھے ۔ العون، العرجون

— شمائل شریف میں یہ نام ملتے ہیں اور شارح شمائل شریف احمد

عبد الجواد الدومی نے یہ نام بھی لکھے ہیں۔ قضیب قلعی، تبار

حتف، مخذم، رسوب، صمصامہ، لحیف، ذوالفقار[14]

زرہیں بھی کئی تھیں، شمائل ترمذی میں یہ دو نام ملتے ہیں ذات الفضول

اور فضۃ — احمد عبد الجواد الدومی نے یہ نام بھی لکھے ہیں

ذات الوشاح، ذات الحواشی، السعدیۃ، البتراء، الخرنق[14]

— جنگِ اُحد میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات الفضول اور فضۃ

زیبِ تن کیے ہوئے تھے، لب و رخسار لہو لہان، دشمنوں نے شہادت کی خبر اُڑا دی، صحابہ تتر بتر ہو گئے، سرکار ایک چٹان پر چڑھ کر جاں نثاروں کو دیدار کرانا چاہتے ہیں مگر چڑھ نہیں پاتے، حضرت طلحہ حاضر ہیں، جُھک رہے ہیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی پُشت پر چڑھ کر پہاڑی پر چڑھ رہے ہیں۔ ــــ سُبحان اللہ ! قدوم مبارک نے پُشتِ طلحہ (رضی اللہ عنہ) کو عرشِ بریں بنا دیا، ع

ہم اوجِ طالعِ پشتِ طلحہ دیکھتے ہیں

زرہوں کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سات گھوڑے، چھ کمانیں، تیر و ترکش، سنان و سپر، لوہے کا خود وغیرہ بھی تھے ــــ آپ نے ہر چیز کا نام رکھ چھوڑا تھا، کوئی چیز بے نام نہ تھی ــــ اللہ اللہ اپنے جاں نثاروں کو کیا تہذیب سکھا دی !

(۳) ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گزر اوقات بہت ہی سادہ تھی ــــ پیٹ بھر کر کھجور بھی تناول نہ فرمائی ــــ پورے پورے مہینے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی ــــ اور ابتداءِ اسلام میں تو ایسا کٹھن وقت بھی آیا کہ ایک ایک مہینے درخت کے پتوں کے سوا کچھ میسّر نہ تھا، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے اپنی بغل میں کچھ چھپا لاتے اور بس ــــ یہ حکایتِ خونچکاں خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنیئے !

لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یَخَافُ اَحَدٌ
وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤْذَی اَحَدٌ
وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَۃٍ
وَّیَوْمٍ وَمَا لِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاکُلُہٗ

ذُو کَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُوَارِیْهِ اِبْطُ
بِلَالٍ ۔ ۱۵

ترجمہ : "ہاں اللہ کے راستے میں جتنا میں ڈرایا گیا ہوں، جتنی مجھے تکلیف دی گئی ہے کسی کو نہیں دی گئی اور ہاں (میری زندگی میں) تیس دن رات ایسے بھی گزر گئے ہیں کہ کھانے کے لئے وہ بھی نہ تھا جو جانور کھا سکیں ـــــ بس بلال تھوڑا بہت بغل میں چھپا لاتے"۔

راحت بعد کلفت پہ اکثر درُود ✿ رحمت بعد زحمت پہ اکثر درُود
طلعت بعد ظلمت پہ اکثر درُود ✿ کثرت بعد قِلّت پہ اکثر درُود
عزّت بعد ذِلّت پہ لاکھوں سلام (اختر)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ صبح و شام کے کھانے میں کبھی روٹی اور گوشت جمع نہیں ہوا ـــــ وصال مبارک تک گھر میں دو دن مسلسل ایسے نہ گزرے جس میں پیٹ بھر جَو کی روٹی بھی تناول فرمائی ہو اتنی بھی نہ ہوتی کہ کھانے کے بعد بچ رہے ـــــ اور جو کا آٹا بھی چھنا ہوا نہ ہوتا جو غریب سے غریب انسان بھی نہ کھا سکے ـــــ نہ کبھی چپاتی نوش فرمائی اور نہ میز پر کھایا، ہمیشہ زمین پر اور دسترخوان پر تناول فرمایا ـــــ رات کا کھانا نوش نہ فرماتے، بس ایک وقت کھانا تناول فرماتے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک روز جناب مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانا کھلایا، اُس دن دسترخوان پر روٹی سالن ساتھ تھا ـــــ سرکار یاد آ گئے، رونے لگیں، روتی جاتیں اور فرماتی جاتیں ـــــ میں نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا، میری سرکار نے

نے بھی کبھی روٹی اور گوشت سیر ہو کر نہ کھایا، رونے کو جی چاہتا ہے تو خوب روتی ہوں ـــــــ اللہ اکبر ـــــ

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اس شِکَم کی قناعت پہ لاکھوں سلام (رضاؔ)

حضرتِ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ وہ کھانا تیار کریں جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تناول فرماتے تھے، فرمایا وہ کھانا کوئی نہ کھا سکے گا، اصرار کیا گیا تو آپ نے جَو کا گُندھا ہوا آٹا ہنڈیا میں ڈالا، اوپر سے تھوڑا سا روغن ڈالا اور اس پر سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر چھڑک دیا، لیجئے سرکار کا کھانا تیار ہو گیا ـــــــ اللہ اللہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ قناعت اور ہمارا یہ حال، عوام تو عوام، علماء و صوفیاء بھی مرغن کھانوں میں مصروف نظر آتے ہیں اور وہ کھانے جو سرکار نے کبھی کبھار دعوت میں تناول فرمائے، وہ ہم روزانہ گھر پر کھاتے ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مختلف دعوتوں میں یہ چیزیں تناول فرمائیں، مُرغی کا گوشت، سُرخاب کا گوشت، دُنبے کا گوشت، خشک اور بُھنا ہوا گوشت ـــــــ گوشت چُھری سے کاٹ کاٹ کر بھی کھایا اور دانتوں سے بھی تناول فرمایا ـــــــ ترکاریوں میں کدو، زیتون، چقندر، ککڑی نوش فرمائی ـــــــ کدو بہت ہی مرغوب تھا، دعوت میں پیش کیا جاتا تو قتلے نکال نکال کر نوش فرماتے، لیکن آج عوام و خاص کی عیش پسندی و لذت اندوزی کا یہ عالم ہے کہ بوٹیاں نکال نکال کر تناول کرتے ہیں ؏

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا ؟

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ککڑی، تربوز، خربوزہ، تازہ کھجور کے ساتھ

نوش فرمایا ـــــــ ایک بار ربیع بنت معوذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تازہ کھجوریں اور ککڑیاں لے کر حاضرِ خدمت ہوئیں۔ آپ نے خوش ہو کر قریب ہی رکھے ہوئے سونے کے زیورات مٹھی بھر کر عنایت فرما دیئے ـــــــ یہ زیورات اس وقت بحرین سے تحفتہً آئے تھے، اللہ اللہ ؎

ہاتھ جس سمت اٹھا بس غنی کر دیا

موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام (رضاؔ)

سرکار کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو بالعموم استعمال میں رہتا تھا، اس کے علاوہ چار پیالے اور تھے ـــــــ پیالوں کے مختلف نام تھے ایک کا نام الریان اور دوسرے کا نام مغیثا تھا ـــــــ پیالہ شریف کا ایک عجیب واقعہ سننے میں آیا ہے ـــــــ حیدر آباد دکن میں ایک صاحب نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی، آپ نے پیالہ عنایت فرمایا، آنکھ کھل گئی، بازار میں جو نکلے تو سرِ راہ ایک فقیر نے آواز دے کر بلایا اور ایک پیالہ دیا، یہ دیکھ کر حیران رہ گئے ہُو بہُو وہی پیالہ تھا جو خواب میں دیکھا تھا اور جس کی صفات احادیث شریفہ میں بیان کی گئی ہیں، یہ پیالہ اب تک صاحبِ موصوف کے پاس ہے اور عجب تاثیر رکھتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا شربت پسند تھا دودھ بھی مرغوب تھا اور شہد بھی ـــــــ دودھ کے لئے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو بیک وقت پانی اور غذا دونوں کے قائم مقام ہو ـــــــ سرکار مشروبات کو بیٹھ کر نوش فرماتے ـــــــ کبھی کھڑے ہو کر بھی نوش فرمایا اور آبِ زم زم تو ہمیشہ کھڑے ہو کر نوش فرمایا، تین سانس میں نوش فرماتے کہ اس میں بے شمار طبی فوائد ہیں ـــــــ،

(ب) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اوقاتِ یومیہ کو تین حصّوں میں تقسیم کر لیا تھا ـــــــ ایک حصہ اللہ کے لئے، دوسرا اہلِ خانہ کے لئے، تیسرا اپنے لئے ـــــــ جو اپنے لیئے مخصوص کیا تھا پھر اس کو دو حصّوں میں تقسیم کر لیا ـــــــ ایک اپنے لئے اور دوسرا مخلوقِ خدا کے لئے ـــــــ

اللہ اکبر! اُمّتِ مرحومہ سے یہ محبّت کہ وقت بھی دیا تو اپنے ہی حصّے میں سے دیا ـــــــ عوام و خواص سے جب ملاقات فرماتے تو خواص کو ترجیح دیتے ـــــــ وہ خواص جن کا ذکر قرآن میں ہے ـــــــ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ[11]

ـــــــ اللہ کے نزدیک وہ چُنیدہ ہے جو معاشرے میں سب سے زیادہ برگزیدہ ہو ـــــــ مگر مادہ پرستی کے اس دور میں اسی کی عزت کی جاتی ہے اور اسی کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے پاس مال و دولت ہو، جو جاہ و حشمت کا مالک ہو، جس کو کثرت کی حمایت حاصل ہو مگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک ہی معیار رکھا اور وہ سچائی اور نیکی کا معیار تھا۔

(ج) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچھونا بہت سادہ تھا چمڑے میں کھجور کی چھال، اسی کو توشک سمجھ لیجئے، اسی کو گدا سمجھ لیجئے اور عام بستر تو ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا، دوھرا بچھا دیا جاتا، اس پر آرام فرماتے ایک روز چوہرا کر دیا گیا تو فرمایا:

فَاِنَّہٗ مَنَعَتْنِیْ وَطَاتُہٗ صَلٰوتِیْ فِی اللَّیْلَۃِ[12]

ترجمہ: "اس بستر کی نرمی نے رات کی نماز میں رکاوٹ پیدا کر دی"

اللہ اکبر! غور کیجئے اور اپنی حالت کو دیکھئے ـــــــ دنیا والوں کی بات نہ کیجئے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے ـــــــ اور دنیا کو آخرت کے عوض خریدا ہے ـــــــ دینداروں کی بات کیجئے جو آخرت کو

دنیا پر ترجیح دینے کے دعویدار ہیں ـــــــ ان کے نرم نرم بستر دیکھئے اور پھر معمولی ٹاٹ پر آرام کرنے والے اس کالی کملی والے کا خیال کیجئے ـــــــ ہاں ہ؎

دونوں جہاں کی نعمت ہے مٹھیوں میں تیری

بوسیدہ کپڑوں والے ٹوٹے مکان والے (جگرؔ)

سرکار جب آرام فرماتے داہنی کروٹ پر اور داہنا ہاتھ رُخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے ـــــــ سوتے وقت بھی دعا فرماتے اور بیدار ہو کر بھی دُعا فرماتے ـــــــ اللہ اللہ! عین غفلت میں بھی ہوشیاری کا درس دے گئے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ـــــــ جب بیٹھتے تو غرور و نخوت کے ساتھ نہیں بیٹھتے، انکساری کے ساتھ، بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگا لیتے، مگر کبھی تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرمایا جس طرح ہمارے اکثر علماء و مشائخ نوش فرماتے ہیں ـــــــ بیٹھتے تو کبھی بیٹھے بیٹھے زانو کھڑے کر کے کمر اور زانوؤں کے اردگرد رومال لپیٹ لیتے ـــــــ شاید ہمارے ملک کے غریب کسان اسی سُنّت پر عمل کرتے ہیں ـــــــ

(۴) عادت شریفہ تھی کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ـــــــ کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر نہ پونچھتے ـــــــ اس سُنّت کی حکمت ایک عزیز نے سمجھائی فرمایا کہ ایک سرجن ہاتھ دھو کر سیدھے آپریشن تھیٹر میں تشریف لے گئے، جب ان سے پوچھا کہ ہاتھ دھو کر کیوں نہ پونچھے؟ ـــــــ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر چیز پر جراثیم موجود ہیں، تولئے پر بھی جراثیم ہوتے ہیں، اگر پونچھ لیتا تو عین ممکن تھا کہ جراثیم منتقل ہو کر میرے ہاتھ پر آتے اور پھر مریض کے زخم میں منتقل ہو جاتے ـــــــ حقیقت تو یہ ہے کہ فائدے میں وہی رہے جنہوں نے آنکھیں بند کر کے سُنّت پر عمل کیا۔

جنہوں نے آنکھیں کھولیں اور عقل کو کام پر لگایا نقصان میں رہے' جو بات آنکھ والوں اور عقل والوں کو چودہ سو برس بعد سمجھ میں آئی وہی بات دل والوں کو اسی وقت سمجھ میں آگئی تھی ۔۔۔۔۔۔ علامہ اقبال نے کیسی دل لگتی بات کہہ دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے " انسانی مساعی کو بہت ہی مختصر کر دیا " یعنی جو بات صدیوں میں سمجھ میں آسکتی تھی' منٹوں سیکنڈوں میں سمجھا دی ۔۔۔۔۔۔ اسی لئے تو بزرگ کہتے تھے کہ شرعی معاملات میں عقل کو کام میں نہ لاؤ' دل کو کام میں لاؤ ۔۔۔۔۔۔ اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ شریعت کی بات عقل کے مطابق نہیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ عقل سے سمجھنے میں وقت اور دولت دونوں کا ضیاع ہے اور اس مختصر زندگی میں یہ ضیاع نہایت نامعقول بات ہے ۔۔۔۔۔۔ کھانے کے آداب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :

فَسَمِّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ مِمَّا یَلِیْکَ ؕ [۱۸]

ترجمہ : بسم اللہ پڑھو اور جو کچھ سامنے رکھا ہوا ہو اس کو داہنے ہاتھ سے کھاؤ ۔

تہذیب جدید میں اس سنت کا کیسے مذاق اڑایا جارہا ہے ؟

اغیار نہیں ہم خود مجرم ہیں ۔۔۔۔۔۔ کیسی بسم اللہ' کس کی بسم اللہ ! ۔۔۔۔۔۔ بیٹھے بیٹھے کھڑے ہو گئے ۔۔۔۔۔۔ اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ اور کھڑے ہو کر چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے ہیں' کس کا داہنا ہاتھ اور کیسا داہنا ہاتھ ؟ ۔۔۔۔۔۔ اپنے آگے سے ۔۔۔۔۔۔ سب کے آگے سے ۔۔۔۔۔۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔۔۔۔۔۔ آج تجدید عہد کی ضرورت ہے کہ ہم ہر اس رسم کو

خاک میں ملادیں جس نے سرکار کی سُنّت کو خاک میں ملایا ہے۔

سرکار کی عادت شریفہ تھی کہ تیل بہت استعمال فرماتے تھے، سر مبارک تربتر ہوجاتا تھا لیکن نفاست کا یہ عالم تھا کہ سربند کا پورا پورا اہتمام رکھتے تھے جو عمامہ شریف کے نیچے بھی رہتا تھا ——— روزانہ سُرمہ کی تین تین سلائیاں لگاتے ——— آپ نے فرمایا کہ سرمہ بینائی کو جِلا دیتا ہے ——— پلکیں بڑھاتا ہے اور دماغ کی ماءِ غلیظ کو خارج کرتا ہے ——— مگر یہ سُنّت بھی جوانوں میں معدوم ہوتی جارہی ہے، اس کی جگہ نت نئے طریقے ایجاد کرلئے ہیں جو سراسر مکروفریب ہیں ———

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو بہت ہی مرغوب تھی گو سراپا مہک تھے خوشبو کا ہدیہ کبھی واپس نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ خوشبو، دودھ اور تکیئے کا ہدیہ کبھی واپس نہ کرو ——— خوشبو کے بارے میں یہ بڑی لطیف بات فرمائی کہ خوشبو دو قسم کی ہے ———

طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ رِيْحُهٗ ۱۹

مردانی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو، خوشبو ظاہر ہو :

اور زنانی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو خوشبو ظاہر نہ ہو

(ب) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے رہتے اور دل کی کلیاں کھلاتے رہتے تھے ؎

جس تبسّم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادا گلِ خنداں ہم کو (رضاؔ)

—— یہ تبسم پنہاں شاہ و وزیر، علماء و مشائخ، حاکم و افسر سب کے لئے ایک درسِ عظیم ہے، یہ سمجھنا کہ عظمت کا راز منہ بسورنے میں مخفی ہے خام خیالی ہے —— عظیم وہی ہے جس کی ٹھوکر پر دولتِ دنیا ہو پھر بھی وہ مغرور نہ ہو، مسکراتا رہے۔ ؏

تیرے ہونٹوں کے تبسم پہ نچھاور مہِ نَو

سرکار مجلس میں ایسے شرمائے بیٹھتے تھے کہ کوئی کیا بیٹھے گا —— آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے تھے —— یہ بے حیائی تہذیبِ جدید نے ہم کو سکھائی ہے —— وزدیدہ نگاہی شیوۂ مرغوب تھا ؎

ہر عشوۂ او شیریں مقامے
ہر غمزۂ او رنگیں پیامے (جگر)

گفتگو فرماتے تو صاف صاف، ٹھہر ٹھہر کر، آہستہ آہستہ دھیرے دھیرے —— ہر بات تین دفعہ دہراتے کہ سمجھنے والا اچھی طرح سمجھ لے، نہ ضرورت سے زیادہ گفتگو فرماتے اور نہ ضرورت سے کم —— لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ بولنے پر آئیں تو بولتے چلے جائیں، لکھنے سے جی چراتے ہیں اور عمل سے بیگانہ ہیں، وہ سراپا کتاب تھے، وہ سراپا عمل تھے۔

(ج) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مزاح بھی فرمایا کرتے تھے کہ مزاح بہارِ حُسن ہے —— ایک صحابی سے مزاحاً فرمایا —— ذُو الْاُذُنَیْنِ (دو کانوں والے) —— ایک بچہ کا بُلبُل مرگیا، سرِراہ آزردہ بیٹھا تھا، سرکار نے جو دیکھا تو فرمایا :۔

یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ ؟ [20]

عمیر کے ابا تیرے بلبل کو کیا ہوا ؟

——— یہاں ہم قافیہ الفاظ "عمیر اور نغیر" سے لطفِ مزاح پیدا کیا ہے ——— ایک صحابی سے فرمایا، تمہیں اونٹنی کے بچّے پر سوار کروں گا ——— وہ حیران کہ اس پر کیسے سواری کریں گے ——— لیکن کیا ہر اونٹ اونٹنی کا بچّہ نہیں ؟ ——— ایک بڑھیا نے جنت کے لئے دُعا کی درخواست کی، فرمایا' بڑھیا جنت میں نہ جائے گی ——— وہ بیچاری روتی پیٹتی چل دی' آپ نے اس کے پیچھے ایک صحابی کو بھیجا اور فرمایا اُس سے کہہ دو کہ' جنت میں جو جائے گا' جوان ہو کر جائے گا ———

حضرت زاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بازار میں بیٹھے کچھ بیچ رہے تھے' سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے آکر آنکھوں پہ ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا ؎

مَنْ يَشْتَرِى هٰذَا الْعَبْدَ ؟ [21]

اس غلام کو کون خریدتا ہے ؟

اللہ اللہ ! حضرت زاہر رضی اللہ عنہ کی قسمت قابلِ صد رشک تھی کہ سرکار نے انہیں خود غلام کہہ کر پکارا ——— اس غلامی کو خدا کی غلامی سمجھ لیجئے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غُلامی سے

خوف، نہ رکھ رضؔا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفٰے

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے (رضاؔ)

بے شک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آقا و مولیٰ ہیں' خود مولائے کُل کہہ رہا ہے :

صَاحِبُكُمْ [22] (تمہارے آقا)

اور خود سرکار فرمارہے ہیں ——— :

صَاحِبُكُمْ [23] (تمہارے مولا)

ــــــ ہاں ! بیچ ـ

مولائے ہمہ بندہ، ہم بندہ مولائی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مزاج میں یہ بات قابلِ غور وفکر ہے کہ جھوٹ کی ذرا آمیزش نہیں ــــ اللہ اللہ کیا اہتمام صداقت ہے ! صداقت کا یہ معیار کوئی پیش کر کے تو دکھائے ـــــــ ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے سچ بھی جھوٹ کے پلندے ہیں اور جھوٹ کا تو کہنا ہی کیا ! ــــــ

ــــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اشعار مرغوب تھے، عبداللہ بن رواحہ، لبید بن ربیعہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ کے اشعار سماعت فرمائے ــــــ جن بزرگوں کے ہاں نعت خوانی یا بلا مزامیر قوالی کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں وہ اسی سُنّت شریفہ پر عمل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نعتیہ اشعار سننے سے طبیعت میں نرمی اور توازن پیدا ہوتا ہے ــــــ

(۵) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ کریمہ بہت عالی تھے، خود خالقِ کائنات فرماتے ہیں :

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ۲۴

ــــــ آپ کے اخلاقِ حسنہ سے متعلق بہت سی آیات ہیں ــــــ آپ نرم طبیعت تھے، نہ کسی کی مذمت فرماتے اور نہ کسی کا عیب بیان فرماتے، اجنبی مسافر کی بدتمیزیوں کو برداشت فرماتے، کوئی بھی کچھ مانگتا فوراً عطا فرما دیتے، ایک مرتبہ ایک صحابی نے چادر طلب کی، عنایت فرما دی، دوسرے صحابہ نے ان سے کہا کہ یہ کیا کیا؟ ــــــ "فرمایا اوڑھنے کے لئے نہیں لی اور یہ تو کفن کے لئے لی ہے" چنانچہ ان صحابی کو اسی چادر میں کفنایا گیا۔

ـــــــ اللہ اللہ، صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیسا عشق تھا !

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آدابِ مجلس کا خیال رکھتے، جیسی باتیں ہوتیں خود بھی اُن میں شریک ہو جاتے ـــــــ آخرت کی بات ہوتی تو آخرت کی باتیں فرماتے اور اگر کھانے کی باتیں ہوتیں تو کھانے کی باتیں فرماتے ـــــــ ہر ایک سے دلدہی اور رغبت سے باتیں فرماتے کہ اس کا جی خوش ہو جاتا ـــــــ ناگوار بات کا زبان سے اظہار نہ فرماتے بلکہ حاضرین چہرہ مبارک سے اندازہ لگا لیتے یا دوسروں کو ہدایت فرماتے کہ وہ منع کر دیں، سبحان اللہ غلط کاروں کے دل کا بھی اتنا خیال ! ـــــــ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس برس سرکار کی خدمت میں رہا لیکن کبھی "ہوں" تک نہ فرمایا اور نہ کسی بات پر باز پُرس کی ـــــــ نہ کسی خادم کو مارا اور نہ ازواج کو، خُلق سراپا تھے ـــــــ افسوس ازواج کے معاملے میں ہمارے متأخرین علماء و مشائخ نے کچھ اچھی روایت قائم نہ کی جس سے دورِ جدید کی دُخترانِ ملت چہروں پر داڑھی کو دیکھ دیکھ کر متوحش ہوتی ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے نفس کی خاطر کبھی کسی سے انتقام نہ لیا اور یہاں گھر ہو یا باہر سب نفس کی خاطر ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ !

ـــــــ حضور سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تواضع و انکساری کا یہ عالم تھا کہ اپنے کپڑے خود صاف کر لیا کرتے تھے، اپنی جوتیاں خود مرمت کر لیا کرتے تھے بکری کا دودھ دوہ لیا کرتے تھے، اپنے کام خود کر لیا کرتے تھے، حتیٰ کہ دوسرں کے کام بھی کر دیتے تھے ـــــــ یہ آپ کی شان تھی اور یہ ہمارا حال ہے ـــــــ راقم نے ایک جلیل القدر عالم کی زیارت کی اور یہ دیکھا

کہ خادم کرتا پہنا رہا ہے، خادم صدری پہنا رہا ہے، خادم عمامہ شریف سر پر رکھ رہا ہے۔ الغرض سب کام خادم ہی کر رہا ہے، اور وہ صرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ افسوس صد افسوس ہمارے علماء نے بھی سُنّت کو ترک کر دیا اور اس راہ پر چلنے لگے جو محبوب کی راہ نہیں، فراعینِ وقت کی راہ ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجلس شریف میں تشریف لاتے تو صحابہ کو احتراماً کھڑے نہ ہونے دیتے، صحابہ کے ساتھ چلتے، تو چلتے چلتے کبھی اُن کو آگے کر دیتے، سلام میں ہمیشہ پہل کرتے ــــــ افسوس اس سُنّت سے بھی ہم بہت دور ہو گئے ــــــ ہم کو آگے چلنے اور دوسروں کو پیچھے چلوانے میں مزا آنے لگا، خود سلام نہیں کرتے اور دوسروں سے سلام کی توقع رکھتے ہیں ــــــ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس گھوڑے تھے لیکن آپ گدھے پر بھی سواری فرماتے تھے کہ یہ غریبوں کی سواری ہے، اللہ اللہ کیا دلداری ہے! اور کیا تواضع ہے ــــــ کیا دنیا کا کوئی حاکم وقت اور شیخ وقت غریب پروری کا برسرِ عام اس طرح مظاہرہ کر سکتا ہے؟

(ب) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عبادت وریاضت کا حال نہ پوچھئے ــــــ نفل پڑھتے پڑھتے پاؤں مبارک ورما جاتے، عرض کیا جاتا تو ارشاد فرماتے۔

اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا ؟ [۲۵]

اللہ اللہ! کیا نیاز مندی ہے ــــــ اوّل رات آرام فرماتے پھر بیدار ہو جاتے اور نوافل پڑھتے رہتے ــــــ نمازِ فجر سے قبل تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر بیدار ہو جاتے اور نماز ادا کرتے، اس کے بعد اشراق وچاشت کے نوافل پڑھتے ــــــ نوافل اتنی دیر میں ادا

فرماتے کہ جو صحابی شریک ہوتا تھا تھک تھک جاتا ـــــــ نوافل میں کبھی ایک
رکعت میں سورۂ بقرہ کی قرأت فرماتے اور دوسری رکعت میں سورۃ آلِ عمران
پھر ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے ـــــــ رکوع و سجود میں اتنی ہی تاخیر
فرماتے جتنی قیام میں ـــــــ غور تو کیجئے یہ دو نفل کتنے گھنٹے میں پورے
ہوتے ہوں گے! ـــــــ روزے رکھتے تو مسلسل روزے رکھتے چلے جاتے
سمجھنے والے یہ سمجھتے کہ شاید اب افطار نہ فرمائیں گے ـــــــ کس میں ہمت
ہے جو ہمتِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مقابلہ کرے ـــــــ سُنیئے
سُنیئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا فرما رہی ہیں:۔

وَ اَیُّکُمْ یُطِیْقُ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُطِیْقُ ۲۶

"تم میں کون ایسی طاقت و سکت رکھتا ہے جتنی طاقت
و سکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے؟"

اللہ اللہ! جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سینہ مبارک سے ایسی
آواز آتی جیسے جوش مارتی پتیلی سے آتی ہے ـــــــ کبھی ایسا بھی ہوتا
کہ ایک آیت پڑھتے پڑھتے ساری ساری رات گذر جاتی ؎

تہجد کی جاگی نگاہوں کا صدقہ
مرے بخت خفتہ کو آکر جگا دے (کاوش)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک رات
جو نفل پڑھنے کھڑے ہوئے تو ساری رات یہ آیت شریفہ پڑھتے رہے:۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ
تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۲۷

ہاں ــــــ سے

اس اُمتِ عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا

نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ (جگر)

(یہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت فرماتے تو صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر ـــــــ راگ کی طرح آواز کو پیچ نہ دیتے جس طرح ہمارے اکثر قاری حضرات کو عادت سی ہوتی ہے حلق سے بنا بنا کر نئی نئی آوازیں نکالتے ہیں اور اس طرح گھماتے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے ـــــــ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تلاوت نہ فرماتے ـــــــ فتح مکہ کے موقع پر اونٹنی پر سوار ہیں اور وجد میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرما رہے ہیں

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ ۲۸

شمع رسالت کے گرد پروانے جمع ہیں ـــــــ عجب دل آراء منظر ہے ـــــــ راوی فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے ارد گرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جائیں گے تو سرکار کی آواز میں یہ آیت کریمہ سناتا ـــــــ اللہ اکبر! کیا کشش تھی کہ جن و بشر سب کھنچے چلے آتے تھے!

کبھی کبھی صحابہ سے تلاوت کی فرمائش کرتے ـــــــ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سرکار کی مجلس میں بیٹھے قرآن سنا رہے ہیں کہ ـــــــ

إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي ۲۹

دل چاہتا ہے کہ حدیثِ یار کسی دوسرے کی زبان سے سنوں"

ہاں سناؤ سناؤ! ـــــــ تلاوت ہو رہی ہے، آنسو بہہ رہے ہیں

ـــــــــ ذرا غور کیجیے ارشاد فرمایا "مِنْ غَیْرِیْ" ـــــــــ کہ آپ کی

تلاوت، تلاوتِ علی ہے غیر نہیں ہے

حدیثِ حسن و مشتاقی درونِ پردہ پنہاں بود

برآمد شوق از خلوت نہاد ایں راز بر صحرا (نظیری)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رقت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت رکھی ہے چادر اٹھاتے ہیں اور پیشانی چوم رہے ہیں، اشکبار ہیں ـــــــــ ہاں اے عثمان ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دیجیے کہ آج قسمت کا ستارہ اوج پر ہے

وہ آئے ہیں پریشاں، لاش پر آج

تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے؟ (مومن)

میت اٹھائی گئی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا:

طُوْبٰى لَكَ يَا عُثْمَانُ! لَمْ تَلْبَسْكَ

الدُّنْيَا وَلَمْ تَلْبَسْهَا ۳۰

"اے عثمان مبارک ہو! نہ تو نے دنیا کو پہنا اور نہ

دنیا نے تجھے پہنا"

ایک نیکی یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ رہے، یہ بھی آسان نہیں ـــــــــ اور ایک نیکی یہ ہے کہ دنیا اس کی طرف لپکے اور وہ دونوں ہاتھوں سے اسے جھٹک دے

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی!

(اقبال)

اور ہاں دیکھو دیکھو اب اس جانِ ایمان کی سواری جانے والی ہے، بے پیوند لگی گودڑی پہنے ہیں ـــــــ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر مبارک رکھا ہے اور دنیا والوں کو بتا رہے ہیں کہ دیکھنا نازک دلوں کی دلداری کرتے رہنا، ان کے دل نہ توڑنا ـــــــ دیکھنا بھولنا نہیں ـــــــ کرب کا عالم ہے، سواری جانے والی ہے، پہلو سے دل نکلے جاتے ہیں اور جسموں سے جانیں نکلی پڑ رہی ہیں ـــــــ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہا حاضر ہیں، دل پہ چوٹ سی لگی ہے، بے ساختہ پکار اُٹھیں ـــــــ

وَاکَرْبَاہُ ! [۳۱] ؎

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے !

(جگر)

سرکار دلاسا دے رہے ہیں : [۳۲]

لَاکَرْبَ عَلٰی اَبِیْکِ بَعْدَ الْیَوْمِ

"اے جانِ پدر ! رو نہیں، تیرے باپ پر
آج کے بعد کوئی تکلیف نہ ہو گی !"

اور پھر زبان مبارک پہ رواں ہو گیا :

اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی [۳۳]

ہاں سواری چلی گئی ـــــــ اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے ذرّہ ذرّہ چمک رہا تھا اور جس دن تشریف لے گئے ذرّہ ذرّہ تاریکی میں ڈوب گیا ؎

میرے غم خانۂ مصیبت کی
چاندنی بھی سیاہ ہوتی ہے (جگرؔ)

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی ہے تو دوڑے دوڑے حاضر ہوئے ـــــــ اور سرکار سے آکر لپٹ گئے، ـــــــ آنکھیں اشکبار ہیں، جگر و دل پارہ پارہ ہیں، جبینِ مبارک کو چوم رہے ہیں

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھاکر اک بار
اپنا آئینہ بنا دے مہِ تاباں ہم کو (رضاؔ)

ایک آہِ دلخراش کے ساتھ وہ رفیقِ وفا شعار، یارِ غار پکار اٹھا :

وَا نَبِیَّاہُ ! وَا صَفِیَّاہُ ! وَا خَلِیْلَاہُ ! ۳۴

اے دوست ! اے اَن دیکھی دکھانے والے اور اَن سُنی سُنانے والے ! ہاں اے برگزیدۂ خلائق تم چلے گئے ؟

شہرِ دل آہ عجب جائے تھی پر اُس کے گئے
ایسا اُجڑا کہ کسی طرح بسایا نہ گیا (میرؔ)

(ب) جسمِ اطہر حجرہ شریف میں رکھا ہے، گروہ در گروہ صحابہ جا رہے ہیں اور نماز پڑھ پڑھ کر آ رہے ہیں ـــــــ ہائے آج کون امامت کرے کہ امام الانبیاء استراحت فرما رہے ہیں ؟

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کرم تو دیکھئے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس کا ایک بچّہ یا دو بچے فوت ہو جائیں وہ شخص جنّت میں جائے گا ـــــــ حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں اور جس کا کوئی بچّہ نہ مرا ہو ؟ ـــــــ ارشاد فرمایا :

اَنَا فَرَطٌ لِاُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ ۳۵

اے اپنی امت کا ذخیرۂ آخرت تو میں ہوں کہ میرے
وصال کا غم میری اُمت کو آل اولاد سے بھی زیادہ
ہوگا "

ہاں ـــــ سہ

اے درد تو بپایۂ درماں رسیدہ باد !
خارِ غمت بجانِ محباں خلیدہ باد !

آمین ! (حسرت)

ہاں، ایک لمحہ تھا گزر گیا ـــــ ایک بجلی تھی کوند گئی ـــــ سہ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

اب وہ زندہ و پائندہ ہیں ـــــ وہ تو جب بھی تھے
جب کائنات وجود میں نہیں آئی تھی اور اب بھی زندہ ہیں ـــــ
قرآن کہہ رہا ہے کہ وہ ہر ہر اُمتی کے حال کے نگراں ہیں اور قیامت
کے دن گواہی دیں گے[۳۶] ـــــ ہاں سہ

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

آخر میں راقم اس پیکرِ نور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نورانی
ذکر کو اس نورانی دُعا پر ختم کرتا ہے :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا
فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا

مِنْ خَلْفِيْ وَ نُوْرًا مِّنْ يَمِيْنِيْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ وَ نُوْرًا مِّنْ فَوْقِيْ وَ نُوْرًا مِّنْ تَحْتِيْ وَ نُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ وَ نُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَ نُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ وَ نُوْرًا فِيْ لَحْمِيْ وَنُوْرًا فِيْ دَمِيْ وَ نُوْرًا فِيْ عِظَامِيْ، اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

(اقبال)

یارب گسستنِ پیوندِ جان و تن بر من آسان باد و آں دم جز حمد تو و نعت محمد علیہ السلام در دل و بر زبان مگذار!

آمین اللّٰھم آمین!

یوم جمعۃ المبارک

۲۳ ، صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

مطابق ۷ ، مارچ ۱۹۷۵ء

حواشی

۱ : قرآن حکیم، سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۳۱

۲ : شیخ احمد جواد الدومی : الاتحاف الربانیہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۱ء ص ۱۸

۳ : قرآنِ حکیم، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۲۴

۴ : قرآن حکیم، سورۃ مجادلہ، آیت نمبر ۲۲

۵ :

۶ : عبدالرحمٰن برقوقی، شرح دیوان حسان بن ثابت، مطبوعہ بیروت، ص ۹۶

۷ : محمد امیر شاہ قادری گیلانی : انوارِ غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف
(امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی بن سورۃ الترمذی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۵

۸ : قرآنِ حکیم، سورۃ شوریٰ، آیت نمبر ۱۱

۹ : شمائل ترمذی شریف، حدیث نمبر ۷، ص ۲۱

۱۰ : ایضاً، حدیث نمبر ۹، ص ۲۹

۱۱ : ایضاً، باب ماجاء فی ازار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۲،
ص ۱۷۲

۱۲ : ایضاً، حدیث نمبر ۴، ص ۱۷۵

۱۳ : شیخ احمد جواد الدومی، الاتحاف الربانیہ، ص ۱۴۴

۱۴ : ایضاً، ص ۱۴۸

۱۵ : امام ابو عیسٰی بن محمد بن عیسٰی بن سورۃ الترمذی : شمائل ترمذی

(شرح انوارِ غوثیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء) باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۱، ص ۵۴۲

۱۶ : قرآن حکیم، سورۃ حجرات، آیت نمبر ۱۳

۱۷ : محمد امیر شاہ گیلانی، انوارِ غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف، باب ما جاء فی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۲ ص ۴۲۴

۱۸ : (الف) ایضاً باب ما جاء فی قولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعد ما یفرغ منہ حدیث نمبر ۳ مطبوعہ کراچی ص ۵۸۱

(ب) امام ترمذی : جامع الترمذی، باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام، مطبوعہ کراچی ص ۴۷۸

۱۹ : ایضاً، باب ما جاء فی تعطرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۲، ص ۲۸۹

۲۰ : ایضاً، باب ما جاء فی مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۴، ص ۳۱۴

۲۱ : ایضاً، حدیث نمبر ۵، ص ۳۱۶

۲۲ : قرآن حکیم، سورۃ نجم، آیت نمبر ۲

۲۳ : (الف) محمد امیر شاہ قادری گیلانی، انوارِ غوثیہ شرح شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۱۷

(ب) امام ترمذی، جامع الترمذی باب مناقب ابی بکرؓ الصدیق رضی اللہ عنہ مطبوعہ کراچی، ص ۵۲۵

۲۴ : قرآن حکیم، سورۃ قلم، آیت نمبر ۳، ۴

۲۵ : محمد امیر شاہ قادری گیلانی : انوارِ غوثیہ شرح شمائل ترمذی، باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حدیث نمبر ۳، ص ۳۲۹

۲۶ : ایضاً باب ما جاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث
نمبر ۱۳ ، ص ۳۹۵

۲۷ : ایضاً باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر ۱۴،
ص ۳۶۱

۲۸ : قرآن حکیم، سورۃ فتح ، آیت نمبر ۱

۲۹ : محمد امیر شاہ قادری گیلانی : انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی ،
باب ما جاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر ۲،
ص ۴۱۳

۳۰ : ایضاً

۳۱ : ایضاً، باب ما جاء فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حدیث نمبر ۱۳،
ص ۵۷۷

۳۲ : ایضاً، ص ۵۷۷

۳۳ : ولی الدین الخطیب ، مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی ۱۳۶۸ھ
ص ۵۴۸

۳۴ : ایضاً ، حدیث نمبر ۷۷، ص ۵۶۱

۳۵ : ایضاً ، حدیث نمبر ۱۴ ، ص ۵۸۰

۳۶ : (ا) قرآن حکیم، سورۃ بقرہ ، آیت نمبر ۱۴۳
(ب) قرآن حکیم ، سورۃ نساء، آیت نمبر ۴۱
(ج) قرآن حکیم ، سورہ نحل، آیت نمبر ۸۹
(د) قرآن حکیم ، سورۃ حج ، آیت نمبر ۷۸
(ھ) قرآن حکیم ، سورہ مزمل، آیت نمبر ۱۵
(و) قرآن حکیم ، سورۃ فتح، آیت نمبر ۸

صَلُّوا عَلَيْهِ !

(اُن پر دُرود بھیجو !)

کعبہ کے بدر الدجیٰ، تم پہ کروروں دُرود / طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروروں دُرود
جان و دلِ اصفیا، تم پہ کروروں دُرود / آب و گلِ انبیا، تم پہ کروروں دُرود
دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کفِ پا چاند سا / سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروروں دُرود
تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کو ثبات / اصل سے ظِل بندھا، تم پہ کروروں دُرود
گرچہ ہیں بے حد قصور، تم ہو عفو و غفور / بخش دو جرم و خطا، تم پہ کروروں دُرود
چھینٹ تمہاری سحر، چھوٹ تمہاری قمر / دل میں رچا دو ضیا، تم پہ کروروں دُرود
بے ہنر و بے تمیز، کس کے ہوئے ہیں عزیز؟ / ایک تمہارے سوا، تم پہ کروروں دُرود
آہ وہ راہِ صراط، بندوں کی کتنی بساط! / المدد اے رہنما! تم پہ کروروں دُرود
سینہ کہ ہے داغ داغ، کہہ دو کرے باغ باغ / طیبہ سے آکر صبا، تم پہ کروروں دُرود
خَلق تمہاری جمیل، خُلق تمہارا جلیل / خَلق تمہاری گدا، تم پہ کروروں دُرود
طیبہ کے ماہِ تمام، جملہ رُسل کے امام / نوشۂ ملکِ خدا، تم پہ کروروں دُرود
تم سے جہاں کا نظام، تم پہ کروروں سلام / تم پہ کروروں ثنا، تم پہ کروروں دُرود
تم ہو جواد و کریم، تم ہو رؤف و رحیم / بھیک ہو داتا عطا، تم پہ کروروں دُرود
جائیں نہ جب تک غلام، خلد ہے سب پر حرام / مُلک تو ہے آپ کا، تم پہ کروروں دُرود
برسے کرم کی بھرن، پھولیں نعم کے چمن / ایسی چلا دو ہوا، تم پہ کروروں دُرود
ایک طرف اعدائے دیں، ایک طرف حاسدیں / بندہ ہے تنہا شہا، تم پہ کروروں دُرود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں　　تم ہو میں تم پہ فدا ، تم پہ کروڑوں درود

اپنے خطا کاروں کو اپنے ہی دامن میں لو　　کون کرے یہ بھلا　　تم پہ کروڑوں درود

کرکے تمہارے گناہ ، مانگیں تمہاری پناہ　　تم کہو دامن میں آ ! تم پہ کروڑوں درود

ہم نے خطا میں نہ کی ، تم نے عطا میں نہ کی　　کوئی کمی ، سرورا ! تم پہ کروڑوں درود

آنکھ عطا کیجئے ، اس میں ضیاء دیجئے　　جلوہ قریب آگیا ، تم پہ کروڑوں درود

کام وہ لیجئے ، تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

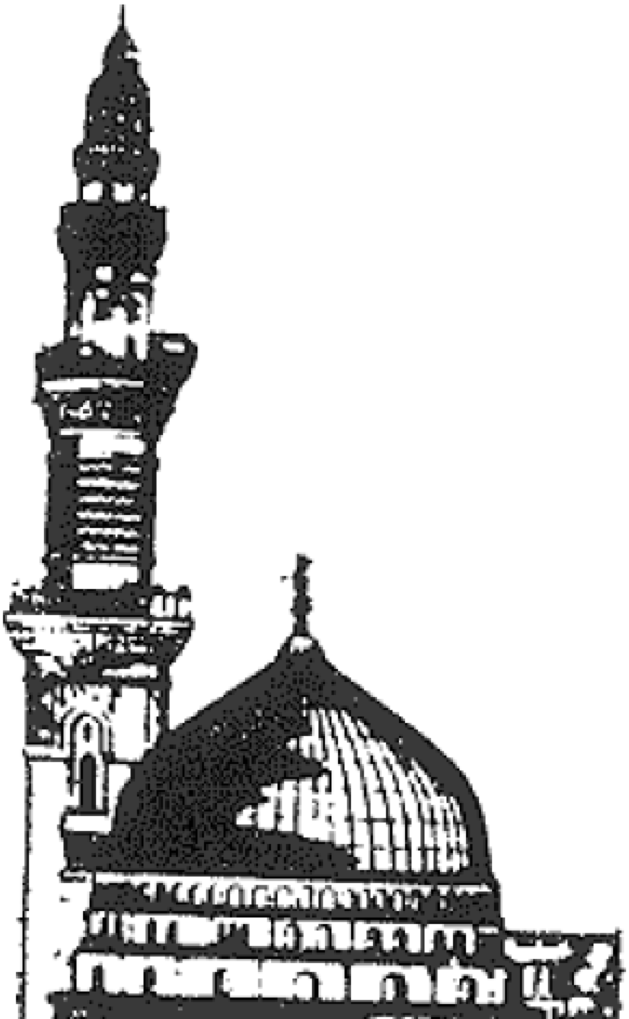

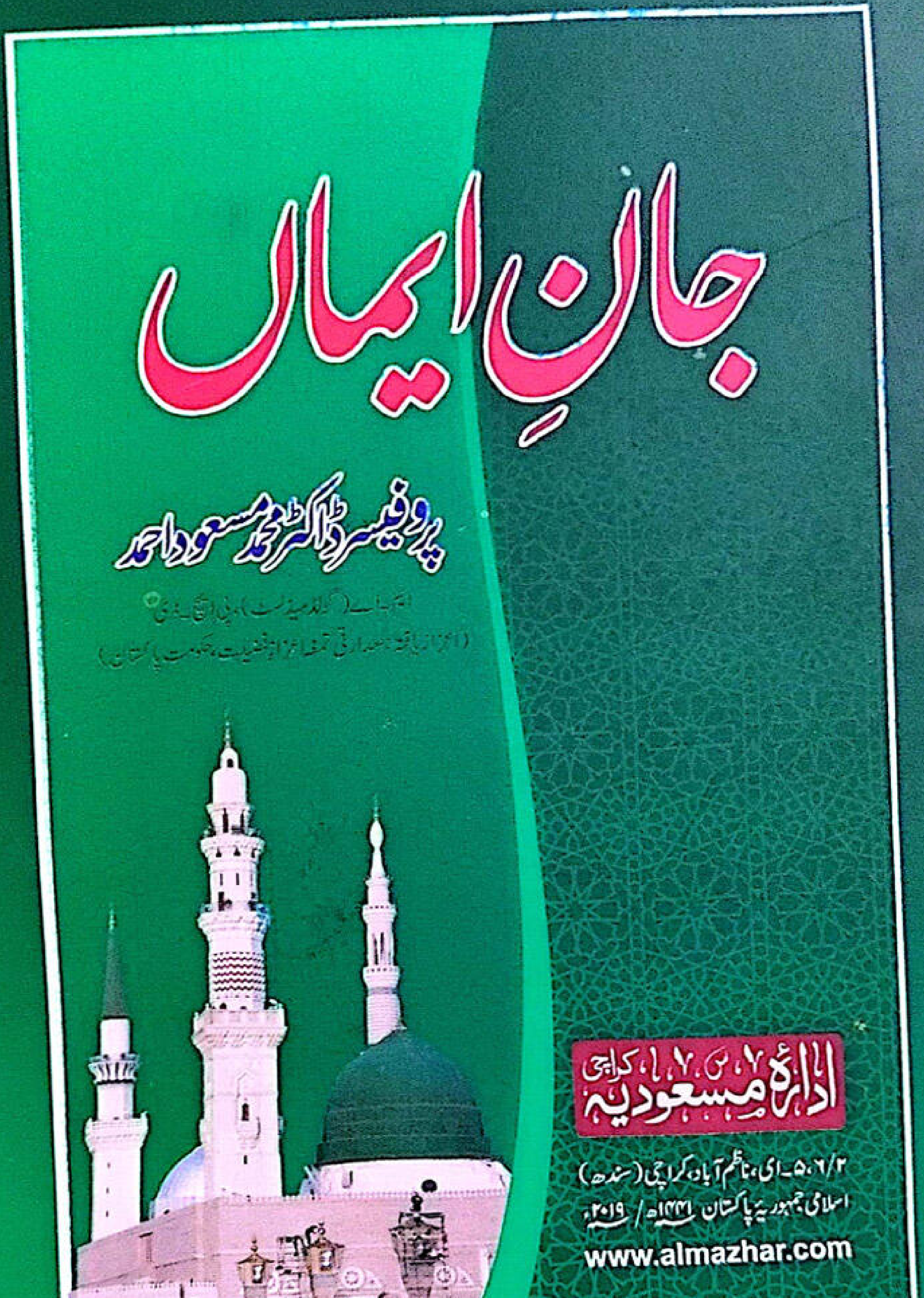

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان
ای میل : info@almazhar.com
ویب سائٹ : www.almazhar.com